افسانوی ادب میں کردار نگاری کی جہات

کلیدی الفاظ: براہ راست کردار نگاری#بالواسطہ کردار نگاری#متنوع جہات#اسم فاعل# کردار بلحاظ تاثر# کردار بلحاظ صنف# کردار بلحاظ مخلوق/انسانی یا غیر انسانی

ڈاکٹر شاہد نواز، اسسٹنٹ پروفیسر
سیدہ ہما شہزادی، پی ایچ ڈی سکالر
یونیورسٹی آف سرگودھا پاکستان

ملخص: کیا آپ نے کبھی کوئی ایسی کہانی پڑھی ہے جس میں کوئی ایسا کردار تھا جس سے آپ کا گہرا تعلق ہے؟ ہو سکتا ہے کہ ان کی جسمانی خصوصیات کی وضاحت آپ کو اپنی یاد دلاتی ہو۔ یا ہو سکتا ہے کہ ان کی شخصیت یا پسندیدہ مشاغل سے معلوم ہو کہ آپ میں بہت کچھ مشترک ہے۔ پڑھنا اس وقت زیادہ پر جوش ہو جاتا ہے جب کرداروں کو اتنی اچھی طرح سے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ خود کو ان سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہانی سنانے میں کردار نگاری بہت اہم ہے۔ کردار نگاری کو ایک ادبی آلہ کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے جسے مصنفین اپنے کام میں مخصوص کرداروں کی وضاحت اور معلومات فراہم کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ کردار نگاری کا استعمال اس بات کا اندازہ لگانے کے لیے کیا جا سکتا ہے کہ کردار کے محرکات کیا ہیں، کردار کیا خواہشات، خوف، محبت اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ کردار نگاری قارئین کی دلچسپی اور سرمایہ کاری دونوں حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے جس کے بارے میں وہ پڑھ رہے ہیں۔ کہانی کے دوران، کردار قابل مشاہدہ تبدیلیوں سے گزرتے ہیں جو اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ وہ کون ہیں۔ ان تبدیلیوں کا اظہار مصنف نے کیا ہے تاکہ قاری نوٹ کر سکے کہ کردار کی شکل کیسے بدل رہی ہے۔ یہ عمل کردار کی ترقی کے طور پر جانا جاتا ہے.

مثال کے طور پر، ہیری پوٹر کی پوری سیریز میں، ہم البس ڈمبلڈور کو ایک

میٹھے، قابل اعتماد کردار سے گہری اور پیچیدہ خامیوں والے کردار میں تبدیل ہوتے دیکھتے ہیں۔ یہ اسے قارئین کے لیے زیادہ حقیقت پسندانہ، متعلقہ کردار بناتا ہے۔ کردار کی نشوونما کو ظاہر کرنے کے لیے مصنفین متعدد تکنیکوں کو استعمال کریں گے۔ کرداروں کو عام طور پر کردار نگاری کے دو طریقوں سے تیار کیا جاتا ہے: براہ راست واضح اور بالواسطہ مضمر۔ دونوں طریقے قارئین کے لیے انتہائی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ انہیں یہ جاننے کی اجازت دیتا ہے کہ کردار کیسے نظر آتے ہیں، محسوس کرتے ہیں، سوچتے ہیں، برتاؤ کرتے ہیں اور بولتے ہیں۔

....

براہ راست کردار نگاری، یا واضح کردار نگاری، کسی کردار کو بیان کرنے کا سب سے واضح اور واضح طریقہ ہے۔ یہ وضاحتیں عام طور پر بہت سیدھی ہوتی ہیں، اور قارئین کی طرف سے زیادہ تجزیہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ براہ راست کردار نگاری قاری کو کردار کے بارے میں بتاتی ہے: وہ کیسا نظر آتا ہے، ان کی شخصیت کی خصوصیات، وہ کیا پسند کرتے ہیں، کیا ناپسند کرتے ہیں، وغیرہ۔ کردار نگاری کسی کردار کے بارے میں کچھ ظاہر کرنے کے لیے سیاق وسباق اور تفصیل کا استعمال کرتی ہے۔ ادب میں، کردار نگاری کا اظہار بالواسطہ اور بالواسطہ جسمانی وضاحت، مکالمے، کرداروں کے اندرونی خیالات اور اعمال کے ذریعے ہوتا ہے۔ کردار سازی کے عمل، اندرونی خیالات، ردعمل، اور تقریر۔ جسمانی وضاحت - کردار کی جسمانی شکل بیان کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر، ہمیں بالوں کا رنگ یا کردار کے لباس کے بارے میں کچھ بتایا جا سکتا ہے۔ یہ عناصر کردار، پلاٹ، ترتیب، تھیم، نقطہ نظر، تنازعہ اور لہجہ ہیں۔ تمام سات عناصر ایک مربوط کہانی بنانے کے لیے مل کر کام کرتے ہیں۔

کردار نگاری آپ کے کردار کی شخصیت، زندگی اور اس کے فعلی مقاصد کے بارے میں تفصیلات کو ظاہر کرنے کا عمل ہے۔ یہ براہ راست ہوسکتا ہے، جب آپ اپنے قاری کو براہ راست تفصیلات بتاتے اور بیان کرتے ہیں، یا بالواسطہ، جہاں

آپ ان کے اعمال، مکالمے اور تعلقات کے ذریعے خصائص ظاہر کرتے ہیں۔ چاہے کہانی افسانہ ہو یا غیر افسانہ، مصنفین کو کردار نگاری کے بارے میں سوچنے میں کچھ وقت گزارنا چاہیے: اعمال، وضاحت اور مکالمے کے ذریعے کرداروں کی نشو ونما۔ آپ کے سامعین آپ کے بیانیے کے ساتھ زیادہ مشغول اور ہمدرد ہوں گے اگر وہ کرداروں کو حقیقی لوگوں کے طور پر واضح طور پر تصور کر سکیں۔

کردار نگاری کو کہانی میں کرداروں کے بارے میں فراہم کردہ تفصیل اور معلومات کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔ خصوصیت کی دو اہم اقسام ہیں۔ براہ راست کردار نگاری اور بالواسطہ کردار نگاری کا استعمال کرداروں کی شخصیت اور جسمانی خصلتوں اور محرکات کو بیان کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ کردار اور کردار نگاری کے ادبی عناصر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، لیکن ایک ہی چیز نہیں ہیں۔ کردار کی اصطلاح سے مراد کہانی میں ایک شخص یا جانور ہے، جبکہ کردار نگاری سے مراد یہ ہے کہ متن میں اس کردار کی شخصیت کیسے تیار ہوتی ہے۔ کردار کی تشکیل خصوصیت کے اختلاط کے طریقہ کار سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، ایگری کے نظریہ کی بنیاد پر، مرکزی کردار کی تشکیل اور پیش کش میں کردار کی مختلف جہتیں شامل ہیں۔

کہانی واقعہ یا کرداروں کے گرد گھومتی ہے۔ افسانہ یا ناول میں کردار کی متنوع جہات ہیں، کرداروں کی صنف سے لیکر اُن کی عمر اور پس منظر اور بہ طور مخلوق کئی زوایئے ہیں، جو افسانوی دنیا میں پیش کیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح انسانی کردار ناول یا افسانے میں مختلف سماجی مناصب کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں، اسی طرح ناول یا افسانے میں شخصیت نگاری اور اخلاقی اقدار کے حوالے سے بھی کردار نگاری کی اصطلاح استعمال ہوتی آئی ہے۔ یہ مقالہ انہیں جہات کی تفصیلی بحث کو پیش کرتا ہے جس میں ان بالا جہات کو مختلف زاویوں سے زیرِ بحث لایا گیا ہے.

افسانوی ادب میں کہانی کو زندگی کے متعلقات اور تنوعات کو امر واقعہ سے اٹھایا جاتا ہے اور پھر تصور امکانات تک پھیلایا جاتا ہے۔ افسانوی ادب کے تین

اہم اصناف میں ناول. داستان اور افسانہ شامل ہیں تینوں اصناف میں کہانی، پیش کش اور دیگر اجزا سے مل کر فن پارے کا درجہ حاصل کرتی ہے۔کہانی کی تشکیل میں تین جزو بنیادی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔ان میں واقع، پلاٹ،اظہاریہ،اسلوب اور کردار شامل ہیں۔ان عناصر کے متنوع استعمال سے کہانی مختلف فن پاروں کی شکل اختیار کرتی ہے اور یہی اجزاء کسی بھی کہانی یا فن پارے کی پہچان اور مقبولیت کی ضمانت ٹھہرتے ہیں۔

کہانی میں حالات وواقعات کے تانے بانے بننے اوران حالات وواقعات کی ترجمانی کے لئے جو افراد کہانی کا حصہ بنائے جاتے ہیں،انہیں کردار کہا جاتا ہے۔کہانی کے تناظر میں کرداروں کو تشکیل دیا جاتا ہے۔اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ کہانی کے ارتقا میں کردار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔یہاں کرداراور کردارنگاری پر بحث کرنے سے پہلے شخصیت اور کردار کے درمیان اس باریک فرق کو جاننا ضروری ہے، جو ہمارے ہاں عام طور پر نظرانداز کیا جاتا ہے۔

جس کی بنا پر بہت سے لوگ کرداراور شخصیت کو ایک ہی سکے کے دورخ تصور کرتے ہیں۔اس فرق کو یہاں اس لیے بھی پیش کرنا ضروری ہے کہ اردو میں لکھے جانے والے اور خاص طور پر تہذیبی اور تاریخی تناظر میں تصنیف ہونے والے ناولوں میں تخلیق کردہ چند کردار محض افسانوی کردار نہیں، بلکہ کہانی میں ایک شخصیت کے طور پر بھی اپنے وجود کو نمایاں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ایسے کرداروں میں تخلیق کار وہ خوبیاں نمایاں کرتا ہے جو کردار کو شخصیت کا درجہ عطا کرتی ہیں۔ شخصیت اور کردار کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنوں پر نظر ڈالیں تو یہاں یہ ایک دوسرے کے مترادف بھی نظر آتے ہیں اور کچھ باریک سا فرق پایا جاتا ہے کردار کا لفظ اردو میں دوطرح سے استعمال ہوتا ہے ایک تو بطور صفت جب کہ کسی میں فن پارے میں آکر اسم فاعل کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔مختلف اردو لغات میں اس کے لغوی معنی اس طرح سے بیان ہوئے ہیں:

جامع اللغات کے مطابق:

"روش، طور طریق، طرز شغل، کام، دھندا عمل، قاعدہ، چلن رویہ، مرکبات میں جیسے بدکردار"۔(1)

فیروز اللغات میں ہے:

" کردار (ف-ا-مذکر) طرز-طریق، چال چلن، کر دکھانا (ہ-صص) عمل کر کے دکھانا، انجام کو پہنچا دینا"۔(2)

نسیم اللغات کے مطابق:

"روش، چلن، عادت، کریکٹر، ڈرامے وغیرہ کینمائندہ کردار"۔(3)

فرہنگ عامرہ:

"ایکٹ، کام، عمل، عرف، تشبیہ، مانند"۔(4)

لیکن اصطلاحی معنوں میں جو مغرب سے مستعار ہے۔ یہ انگریزی لفظ character کا ہم معنی ہے اور یہ یونانی لفظ kharacthers سے مشتق ہے، جس کے معنی نقش کرنا، کنندہ کرنا کے مستعمل ہیں۔ لغوی معنی کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ کردار ایک صفت ہے اور لفظ کردار بطور صفت اور فعل کی حالت میں استعمال ہوگا۔ یہ حالت منفی اور مثبت دونوں ہوسکتی ہے، لیکن یہی لفظ بطور اصطلاح جب استعمال ہوتا ہے تو اور معنی دیتا ہے۔ یہ فن اور صنف میں بطور اسم فاعل استعمال ہوتا ہے، یعنی اچھا یا برا کرنے والا جب کسی کہانی میں عمل کرنے والے شخص کو کردار کہا جاتا ہے۔ لغات میں موجود کردار کے معنی اس کی فعلی حالت کو ظاہر کر رہے ہیں، یعنی چال چلن، طریق، شغل، کام عادت وغیرہ کا تعلق کردار کی فعلی حالت سے ہے، جبکہ کردار کی فاعلی حالت وہ فرد ہے جو ان افعال کو سرانجام دینے کے بعد کردار اس فعلی حالت کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔ یہاں شخصیت کے مجازی معنوں کو دیکھا جائے تو شخصیت کے مجازی معنی کے بارے میں ڈاکٹر نجم الہدی لکھتے ہیں:

"شخصیت جس طرح کسی قصہ یا

ڈرامہ میں پیش کی جائے، یا
محسوس کی جائے، قصہ یا ڈرامہ
میں کردار نگاری ایک شخصیت
جسے ناول نگار یا ڈرامہ نگار نے
نمایاں اوصاف و خصائص بخش
دیئے
ہوں"۔(5)

شخصیت اور کردار دو الگ لفظ ہے۔ان کے معنوں میں بھی فرق پایا جاتا ہے اور ان کے ماخذ بھی الگ الگ ہیں۔کردار یونانی لفظ ہے، جب کے شخصیت لاطینی لفظ persona سے مستعار لیا گیا ہے۔جس کے معنی سوانگ یا نقاب Mask کے ہیں۔ یونانی دور میں اسٹیج فنکار ڈرامہ کرنے کے وقت اپنے کردار کی پہچان اور انفرادیت کے لیے منہ پر ماسک پہنتے تھے۔اس دور میں میک اپ کا کام ماسک سے لیا جاتا تھا۔لہٰذا شخصیت کے لیے یہی معنی و مفہوم استعمال ہونے لگا، گویا شخصیت ہمارا نقاب ہے، جو ہم دوسروں کو دکھانے کے لئے پہنتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ لوگ ظاہری چال ڈھال کو شخصیت سمجھتے ہیں۔

یوں شخصیت خصوصیات کا ایسا مجموعہ ہے، جو فرد کی انفرادیت اور کرداری رویوں کا تعین کرتا ہے۔وقوف، جذبات اور کردار کا ایسا منفرد مجموعہ جو فرد کو انفرادیت عطاء کرتا ہے، شخصیت کہلاتا ہے۔کردار کی فعلی حالت سے شخصیت بنتی ہے۔کردار کا تعلق باطن سے جب شخصیت کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے۔شخصیت سماجی اقدار کو اپناتی ہے۔کوئی بھی کردار شخصیت بنتا ہے تو وہ جن فعلی حالتوں سے گزرتا ہے۔وہ ہی اس کی شخصیت کا تعارف ہوتا ہے۔

شخصیت موروثی اور اکتسابی دونوں قرار پاتی ہے، جس سے ماحول جب اور جہاں سے چاہتا ہے کھول دیتا ہے۔اس لئے ہم کسی شخصیت کو اس کے خطے یا اس کی نسل کی

نمائندہ یا غیر نمائندہ قرار دیتے ہوئے اس گروہ کے دوسرے لوگوں سے موازنہ کرتے ہوئے اس کی شخصیت کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

شخصیت کی تشکیل وحدت کی صورت میں ہوتی ہے۔ یہ ماضی حال اور مستقبل میں تسلسل کی ذمہ دار ہے۔اس تشکیل میں ورثے کیساتھ ساتھ ماحول بھی شامل ہوتا ہے۔ یوں ہمارے سامنے شخصیت کا ایک جامع تصور آتا ہے،یعنی فرد کی ذات کے باطنی شعور، ظاہری کرداراور قابل پیمائش اوصاف کی وہ انفرادی نمونے جو فرد کو دوسروں سے منفرد کرتے ہیں شخصیت کہلاتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ کسی شخصیت کو جاننے کے لیے محض فرد کا مطالعہ کرنا کافی نہیں، بلکہ فرد کا ماحول اور بین الشخصی تعلق مطالعے کا اصل اور بنیادی موضوع ہونا چاہیے، کیونکہ فرد کے خارجی تعلقات شخصیت کو منظّم کرتے ہیں۔شخصیت کا اظہار حقیقی یا افسانوی دنیا میں اس وقت ہوتا ہے، جب فرد ایک یا ایک سے زیادہ لوگوں سے تعلقات قائم کرتا ہے۔اس سے اس کی شخصیت اور کرداری خصوصیات کھل کر سامنے آتی ہے۔کہانی میں جب کوئی کردار دوسرے کرداروں سے کسی بھی سطح پر تعلقات قائم کرتا ہے، مکالمہ کرتا ہے، مختلف افعال سرانجام دیتا ہے،تو پھر ہی اس کی کرداری خصوصیات اور شخصیت کا کوئی نقش قاری کے ذہن پر منقش ہوتا ہے۔

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کسی حقیقی زندگی کے کردار کو شخصیت یا بطور افسانوی کردار کہانی کا حصہ کیوں بنایا جاتا ہے۔اس عمل کے باطن میں کون سے محرکات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جب کوئی تخلیق کار کسی حقیقی کردار کو اس کی تاریخی تہذیبی یا ثقافتی پس منظر کے ساتھ افسانوی کردار میں ڈھالتا ہے،تو دراصل وہ ثقافتی ورثے کے تحفظ کی جانب پہلا قدم اٹھاتا ہے۔اس ثقافتی کردار کی فعلی حالتیں دراصل ثقافت کے مختلف پہلوؤں کے تحفظ کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ یہ کردار ضروری نہیں کے انسانی ہو، بلکہ غیر انسانی کردار بھی بطور ثقافتی نمائندہ یا استعارہ کہانی میں پیش کئے جاتے

ہیں۔اس ذیل میں کسی کتاب،فلم، ڈرامہ،موسیقی،عمارت اور اعلی مخصوص کرداری رویے وغیرہ بھی شامل ہیں،جن کے ثقافتی اظہار سے تہذیبی ورثے کا تحفظ ہوتا ہے اور تہذیب وتمدن کی نشو ونما کا عمل ممکن ہوتا ہے۔یوں جب ایک شخصیت افسانوی کردار کا درجہ حاصل کرتی ہے،تو وہ تین خانوں عالمگیر،جماعتی،اور انفرادی صورت میں بٹ جاتی ہے۔اس طرح اس کی انفرادیت کے رنگ بے شمار ہوتے ہیں،جنہیں دیکھنے کے لیےہم ان تینوں تناظر کا استعمال کرتے ہیں۔

افسانوی کردار نہ تو پوری طرح انسان کا چربہ ہوتا ہیں اور نہ ہی پوری طرح اس سے منحرف ہوتا ہے۔اس لیے ایسے کرداروں کے مطالعےکے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہمارے آس پاس کا کوئی کردار ہے،جب کوئی تخلیق کار کسی بھی سطح کے افسانوی کردار کوتخلیق کرتا ہے،تو اس میں معاشرے میں موجود اس کردار کے مشابہہ بہت سے افراد کے امتیازی اوصاف یکجا کر دیتا ہے۔اس طرح وہ کردار جامع اور بھر پور شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے۔مثال کے طور پر اگر کوئی مصنف استاد کے کردار کو کہانی میں پیش کرتا ہے،تو وہ استاد کے مزاج وصورتحال کے لحاظ سے ممکنہ اوصاف کو اس کردار کا حصہ بناتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ مصنف جن اوصاف کو اس ثقافت کی پیشکش میں اہم تصور کرتا ہیں۔ان کو اس کردار کے ذریعے پیش کرتا ہے۔

تخلیق کار اپنے کردار کی پیشکش میں اس کی سیرت داخلی کیفیات،ذہنی اور نفسیاتی ارتقا کو بھی کہانی کی ضرورت کے مطابق پیش کرتا ہے۔افسانوی ادب میں کردار کی پیش کش یا کردار نگاری کے طریقے مختلف رہے ہیں۔پہلے طریقے میں کہانی میں واقعات ایک خاص ترتیب کے ساتھ واقع ہوتے ہیں ان واقعات سے کردار کا نقش خود بخود ابھرتا ہیاور کہانی کے اختتام پر کردار مکمل طور پر واضح صورت میں نظر آتا ہے۔اس کے علاوہ کچھ تخلیق کار کہانی کی شروعات میں ہی کردار کا مکمل تعارف قاری سے کرا دیتا ہے اور پھر اس تعارف میں بیان کردہ خصوصیات کو واقعات کے ذریعے اجاگر کرتا ہے۔

ان دو طریقوں کے علاوہ کچھ مصنف کہانی کی ابتدا میں کردار کی چند خصوصیات قاری کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر کہانی میں پیش آنے والے واقعات اس کردار کو بدلتے اور مکمل کرتے ہیں۔ لیکن جدید دور میں کردار کی پیش کش اس سے زیادہ کی متقاضی ہے۔اب کردار کے ظاہری نقوش اور عمل کے ساتھ ساتھ اس کی باطنی کیفیت کو پیش کرنا بھی ضروری ہے جدید دور میں علم نفسیات کی ترقی اور فرد سے جڑے نظریات نے ظاہری کیفیت کے ساتھ ساتھ باطنی کیفیت کے بیان کو کسی کردار کی پیشکش میں اہمیت کا حامل قرار دیا ہے۔

مرزا اطہر بیگ کے ناول" غلام باغ" کا کردار " کبیر مہدی" اس کی عمدہ مثال ہے۔کردار کی ظاہری اور باطنی دونوں کیفیات کو ناول میں بڑی مہارت سے بیان کیا ہے۔وہ ایک وقت میں کیا سوچتا ہے اور کیا بیان کرتا ہے؟اس کا اظہار ناول میں متوازی طور پر ملتا ہے۔

اس طرح قاری بیک وقت اس کی ظاہری اور باطنی دونوں کیفیات سے آشنا ہوتا ہے۔یوں قاری کا کردار کے ساتھ ایک گہرا اور منفرد رشتہ قائم ہوتا ہے۔حقیقی زندگی کی طرح افسانوی دنیا میں بھی کہانی میں بہت سے ایسے کردار ہوتے ہیں،جو کہانی میں موجود ہوکر بھی کوئی شناخت حاصل نہیں کرسکتے۔اس لئے ضروری نہیں ہر وہ فرد جس کا ناول یا کہانی میں نام آجائے وہ کردار نہیں کہلائے گا، بلکہ کہانی میں کردار وہ ہوگا،جس کی نمایاں اور ممتاز خوبیاں ہم جان سکیں۔کردار نگاری کا یہ عمل انسانوں سے ہٹ کر غیر انسانی چیزوں پر بھی مبنی ہے۔کہانی میں جب انسانوں کے علاوہ غیر انسانی کرداروں کو جب افسانوی کردار کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔تو ان میں انسانی خصوصیات اور صورت منتقل کی جاتی ہیں اور وہ بھی انسان ہی کی طرح جذبات اور اعمال سے گزرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بہت سے ایسے فن پارے ہیں جن میں بے جان کرداروں کو کسی خاص وصف کی بنا پر تخلیق کار کہانی کا حصہ بناتا ہے جیسے ناول "صفر سے ایک تک" میں

کمپیوٹر کردار کی صورت میں کہانی کا حصہ بنتا ہیں اسی طرح کبھی کبھی کہانی میں کسی خاص شہر کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ جیسے شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول" کئی چاند تھے سر آسماں" میں "دہلی شہر" مرکزی کردار کی حیثیت سے ابھرتا ہے۔ اسی طرح جب کسی دور کی کہانی بیان کرتے ہوئے بے جان چیزوں یا انسانی کرداروں کو افسانوی کرداروں کی صورت کہانی کا حصہ بنایا جاتا ہے تو وہ محض افسانوی کردار کے طور پر کہانی کے کینوس پر رنگ نہیں بکھیرتے بلکہ وہ سیاق وسباق کے ساتھ اس عہد کے ثقافتی ورثے کو کہانی میں ایک نیا رنگ عطا کرتے ہیں۔

جیسے ہندوستانی ثقافت میں بگھی، پالکی، سانڈ وغیرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے، اسی طرح اس دور میں کبوتر، بلبل وغیرہ اس کے ساتھ ساتھ درختوں میں برگد، سرو وغیرہ عمارتوں میں تاج محل بادشاہوں اور نوابین کی حویلیاں یہ وہ چیزیں ہیں، جو اپنی تہذیب اور اس ثقافت کے بیان میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ جب بھی متحد ہندوستان اور اس سے جڑی ثقافت وہاں کا طرز زندگی کا بیان ہوگا وہ ان ثقافتی استعاروں کے بغیر نامکمل ہے، جب کوئی تخلیق کار کوئی ثقافتی کردار تشکیل دیتا ہے، تو اس کی تشکیل عام کرداروں سے قدرے مختلف ہوتی ہے، اس بات سے کوئی انکار نہیں کے کہانی میں پیش کیے جانے والا کوئی بھی کردار ایک سطح پر اپنے سماج اور ثقافت کا نمائندہ ہوتا ہے، اس کی حرکات وسکنات لب ولہجہ اور دیگر افعال کہانی میں کسی نہ کسی طرح ثقافتی اظہار کرتے رہتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات کسی کردار کو بطور خاص کسی دور کی تہذیبی وثقافتی نمائندگی کے طور پر کہانی میں پیش کیا جاتا ہے۔ ایسے کردار کے ہر عمل سے ثقافتی سرگرمیوں کو اجاگر کیا جاتا ہے، اس کردار کے ان رنگوں کو کہانی میں زیادہ نمایاں کیا جاتا ہے، جن سے ثقافتی رنگ اجاگر ہو کردار کی یہ ثقافتی پیشکش خاص طور پر شمس الرحمٰن فاروقی کے فکشن کی نمائندہ خصوصیت ہے، وہ اپنے فن پاروں میں جب کوئی کردار ثقافتی نمائندے کے طور پر پیش کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ان تمام لوازمات کا اہتمام بھی کرتے ہیں، جس سے وہ کردار ثقافتی نمائندے

کی حیثیت حاصل کرتا ہے۔

ثقافتی کردار جب کہانی میں جلوہ گر ہوتا ہے، تو اس کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں ایسے کردار کی تخلیق میں تخلیق کار اس کا ماحول، اس کے تصرف میں آنے والی چیزیں، اس کا عمل اور ردعمل، لب ولہجہ، نشست و برخاست پہناوا نیز ہر وہ چیز جو ثقافتی دھارے اور اس کے اظہار میں رنگ بھرے اسے کہانی میں کردار کے ذریعے نمایاں کیا جاتا ہے۔

کردار کو جس طبقے کے نمائندے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، اس میں اس طبقے کی تمام ثقافتی رنگوں اور امکانات کو شامل کیا جاتا ہے، لیکن یہ مرحلہ اس وقت کسی تخلیق کار کے لئے زیادہ حساس صورتحال اختیار کرتا ہے، جب وہ ثقافتی کردار حقیقی ہو یوں تخلیق کار کو اس شخصیت کے ساتھ جڑے تمام حقائق کا خیال رکھتے ہوئے فیکشنائز کرنا پڑتا ہے۔

کردار کو کہانی کا حصہ بناتے ہوئے چند اصولوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے، انہی اصولوں سے کردار نگاری کا عمل پختہ اور انفرادیت کا حامل ہوگا کہانی میں کردار کو اس طرح پیش کیا جائے کہ وہ قاری کے لیے اجنبی نہ ہو بلکہ قاری اور کردار کے درمیان ایک قربت کا دوطرفہ رشتہ قائم ہو۔

کہانی میں پیش کردہ کردار قابل یقین معلوم ہو کردار کے اعمال وافعال پر تخلیق کار کی فکر غالب نہ ہو اگر تخلیق کار کی فکر کردار پر حاوی ہوگی تو وہ کردار سپاٹ اور کٹھ پتلی کردار بن جائے گا۔ اس طرح کے کرداروں کی مثالیں ہمیں اولین ناول نگاروں کے ہاں ملتی ہیں۔ مثلاً ڈپٹی نذیر احمد کے اصلاحی کردار ایسے کرداروں کی موجودگی سے کہانی کا لطف زائل ہو جاتا ہے۔ اور قاری بیزاری محسوس کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اگر کردار مثالیت پسندی کے تحت تخلیق کیے جائیں تو وہ کردار بھی کردار نگاری کے عمل کو متاثر کرتے ہیں، اور غیر حقیقی معلوم ہوتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ کردار کے عمل اور اوصاف میں توازن کا خاص خیال رکھا جائے اسی

توازن سے ہی کوئی کردار فطری معلوم ہوگا۔

کہانی میں کردار کا وسیلہ اظہار مکالمہ یا اس کردار سے سرانجام اعمال ہوتے ہیں، جن کا بیان واقعات یا بیانیہ کی شکل میں کہانی میں نظر آتا ہے، جس سے کردار کی داخلی و خارجی کیفیات اور اس سے جڑی دیگر باتوں کا اظہار ممکن ہوتا ہے، اس لئے کرداروں کے مکالمے پر تخلیق کار کو بطور خاص توجہ دینی چاہیے۔

تخلیق کار جس طبقے اور سطح کا کردار تشکیل دے اس کے مکالمے اس کی کیفیت اور سطح سے مطابق ہونے چاہیے۔ اگر کہانی میں بچے کے کردار کو پیش کیا گیا ہےتو مکالمہ کو بچے کی کیفیت اور سطح کے مطابق ہونا چاہیے، اس میں الفاظ کا چناؤ جملے کی بناوٹ وغیرہ بچے کی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جانی چاہیے۔

اس کے علاوہ کہانی میں کردار کا تعلق سماج کے جس طبقے سے ہو اس کا اظہار پوری طرح سے ہونا چاہیے، یعنی اگر کوئی کردار نوابین سے ہو تو اس کردار کا موقع محل کے لحاظ سے رہن سہن اور انداز گفتگو ہونی چاہیے، ایسے کرداروں میں عالمانہ اور حاکمانہ مزاج ہونا چاہئے۔ اگر فن پارے میں سماجی زندگی کی عکاسی کی گئی ہو تو اس کے کرداروں میں بھی عوامی جھلکیاں ہونی چاہئے، خاص طور پر ثقافتی کردار کی تشکیل میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

ہر عہد کا کردار اپنے معاشرے اور معاصر ثقافتی وسماجی منظر نامہ کا ترجمان ہوتا ہے۔ یوں کہانی میں کرداروں کے تضادات اور طبقات کی پیشکش سے کہانی میں مختلف رنگ پیدا ہوتے ہیں، کردار کا ارتقا تھا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کی تخلیق مناسب ماحول میں نہ کی گئی ہو جیسے 1857ء کی جنگ آزادی یا 1947ء کی ہجرت کے وقت جو حالات اور ماحول تھا، اس کی مناسبت سے اگر کردار تخلیق کیے جائیں تو کامیاب کہلائیں گے۔ اس کے برعکس اگر ماحول آج کا ہو اور کردار 1857ء یا 1947ء والے تخلیق کیے جائیں تو یہ عمل کردار نگاری کے فن کے ساتھ ساتھ کہانی کے فن کو بھی مجروح کرتا ہے اس حوالے سے سہیل بخاری لکھتے ہیں:

'' کرداری ارتقاء کے لئے
مناسب ماحول کا انتخاب بھی
ضروری ہے ماحول ہی کردارکو
چمکاتا اور موثر بناتا ہے ماحول
دراصل پس منظر کا کام دیتا ہے
اور پس منظر کے بغیر تصویر میں
ابھار اور تاثیر پیدا ہونا ناممکن
ہے، انسان کو اپنے ماحول میں
جتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا
ہے،اور ان سے جس طرح
عہدہ براء ہوتا ہے اس کا اس کی
شخصیت کی تعمیر میں بڑا گہرا
تعلق ہوتا ہے"۔(22)

افسانوی کردار تخلیق کرتے ہوئے تخلیق کار کو اس بات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے، کہ کردار صرف اپنی انفرادیت ہی کے حامل نہ ہو بلکہ ایک مخصوص طبقے اور ٹائپ کی نمائندگی کر سکیں یہی وہ کردار نگاری کی خصوصیت ہے، جسے اپنا کر تخلیق کار کہانی میں ایک کردار سے لاکھوں لوگوں کی نمائندگی کرواتا ہے۔ افسانوی اور حقیقی کرداروں میں فرق ہوتا ہے حقیقی زندگی کے کردار اپنے پورے ماحول میں زندگی کے ساتھ ایک مکمل وجود کے طور پر ہمارے سامنے آتے ہیں، اس کے برعکس افسانوی کردار تب نظر آتے ہیں، جب کسی عمل یا گفتگو میں ان کی شمولیت ہو حقیقی زندگی کی کردار اس قدر وسیع ہوتے ہیں۔ کہ کہانی میں اس کی مکمل پیش کش ممکن نہیں ہوتی یہی وجہ ہے، کہ کہانی میں زندگی کے خاص حصوں اور مخصوص عمل کو گفتگو کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

عام زندگی میں کرداروں کی بھرمار ہوتی ہے۔ جب کے فن پارے میں ایسے کرداروں کا بیان برا تاثر پیدا کرتا ہے، اگر کہانی میں کسی کردار کے ایک دن کی عکاسی کی جائے تو یہ ممکن نہیں اس لیے تخلیق کار کردار کے ایسے واقعات کا چناؤ کرتا ہے، جو کردار کی تخلیق میں اس کے خدوخال کی وضاحت اور کہانی کے ارتقا کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ان ہی واقعات کے چناؤ سے کسی کردار کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہے یہ خیر کا نمائندہ کردار ہے یا شر کا یوں واقعات کے ذریعے کردار کی زندگی اور دیگر چیزیں کھل کر سامنے آتی ہے۔کرداروں کی تقسیم کے حوالے سے بات کی جائے تو ہم ان کو چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

1. کردار بلحاظ تاثر
2. کردار بلحاظ صنف
3. کردار بلحاظ مخلوق/ انسانی یا غیر انسانی
4. کردار بلحاظ افسانوی فن

1 کردار بلحاظ تاثر:

کہانی میں کردار اور ان کی پیشکش مختلف دورانیوں پر مشتمل ہوتی ہے یعنی وہ کردار جس کے گرد کہانی گھومتی ہے، اور وہ آخر تک کہانی میں موجود رہتے ہیں جن کو مرکزی کردار بھی کہا جاتا ہے، جبکہ اس کے برعکس کچھ کردار کہانی میں چند لمحوں یہ چند صفحات تک محدود ہوتے ہیں لیکن وہ ان مختصر دورانیے میں بھی قاری پر خاص طرح کا اثر چھوڑتے ہیں۔ جس کی بہترین مثال مستنصر حسین تارڑ کے ناول "خش و خاشاک" کا کردار مالہو ہے جو ناول کے کینوس پر تھوڑی دیر کے لئے نمودار ہوتا ہے لیکن قاری پر خاص طرح کا تاثر چھوڑ جاتا ہے۔

2 کردار بلحاظ صنف:

اس تقسیم میں کرداروں کو صنف کے اعتبار سے منقسم کیا جاتا ہے، یعنی مرد کردار، عورت کردار، اور مخنث کردار صنف میں آگے ذیلی سطح پر اور سماجی سطح پر مختلف

رشتوں اور سماجی حیثیتوں میں کردار بٹے ہوتے ہیں مثلاً طوائف کا کردار یہ وہ کردار ہے جو سماج میں ایک خاص شناخت رکھتا ہے اس کردار کے ساتھ کچھ خاص اوصاف وابستہ ہے، اگر ہم وہ اوصاف کسی عورت کے کردار کے ساتھ جوڑ دے گے تو وہ طوائف کے طور پر کہانی میں ابھرے گی۔

3. کردار بلحاظ مخلوق:

مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے انسانی اور غیر انسانی کہانی میں انسانی کرداروں کے ساتھ ساتھ غیر انسانی کرداروں کو بھی پیش کیا جاتا ہے، زمانہ قدیم میں پڑھی اور لکھی جانے والی داستانوں میں طوطے کا کردار، کبوتر کا کردار یا اس جیسے دوسرے کردار کہانی میں پیش کیے جاتے تھے، جدید دور میں بھی اس کا چلن موجود ہے بہت سی کہانیاں ایسی ہیں جن میں بے جان چیزوں مثلاً درخت، عمارتوں، پل وغیرہ کو بطور کردار پیش کیا گیا ہے۔

4 کردار بلحاظ فن:

یہ تقسیم کرداروں کو فنی حوالے سے جدا کرتی ہے، اس تقسیم میں کردار کو فنی حوالے سے پرکھا جاتا ہے، یعنی کردار نگاری کے عمل میں کن فنی خصائص سے کردار کو تشکیل دیا گیا ہے، کچھ کردار اکہرے، یک رخے، مثالی، جامد یا ٹائپ قسم کے کردار ہوتے ہیں، ایسے کردار زیادہ تر مقصدی ادب میں تخلیق کیے جاتے ہیں یعنی جب کوئی تخلیق کار کسی خاص مقصد کے لئے کہانی لکھتا ہے، تو اس کہانی کے واقعات کردار اور دیگر لوازمات کو بھی اسی ضرورت کے تحت تخلیق کرتا ہے۔

ایسے کرداروں کی مثالیں ہمیں ڈپٹی نذیر احمد کے ہاں نظر آتی ہیں کیونکہ ان کے ہاں کہانی کا مقصد اصلاح اور اس جیسے نظریات سے جڑا ہوا تھا، اس لئے ان کے کردار بھی اصلاح پسندی اور مثالیت پسندی کا مرقع ہے "اکبری" اور "اصغری" کا کردار اس کی بہترین مثال ہے داستان کے کرداروں میں مثالیت پسندی عیب نہیں صفت کے طور پر برتی جاتی ہے یہی وجہ ہے، کہ داستانوی کرداروں میں مثالیت

پسندی کا ہونا عیب نہیں جبکہ اس کے برعکس ناول کے کرداروں میں مثالیت پسندی یا کرداروں کا یک رخا ہونا عیب ونقص ہوتا ہے، کیونکہ ناول کے کردار اور کہانی حقیقی زندگی کے قریب ہوتے ہیں ناول کی صنف بھی اسی کی متقاضی ہوتی ہے، یوں ناول کے کردار ارتقائی منازل کو طے کرتے ہیں، جبکہ افسانے کے کرداروں میں مارجن کم ہوتا ہے کہ کردار کو پوری طرح سے واضح کیا جائے اس میں کردار کے ایک رخ کو کہانی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کیا جاتا ہے۔

اردو ناول کی دنیا اپنے اندر کئی تہذیبی اور ثقافتی کردار لیے ہوئے جواپ عہد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ناول میں تہذیبوں اوران کے نمائندہ کرداروں کا بیان تاریخی واقعات کے اصولوں پر نہیں سماجی، معاشی، اور نفسیاتی حالات کے تحت ہوتا ہے، یوں ان کے کرداروں کو نہ تو مکمل طور پر سچا کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی جھوٹا یوں یہ کردار آمیزیش کے ساتھ کہانی کا حصہ بنتے ہیں۔اس لئے یہ کردار ناول میں بیان کردہ تہذیب کے تناظر میں خلق کیے جاتے ہیں، یوں یہ کردار واقعات کی حد تک بیان کی گئی تہذیب کے سچے نمائندے ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ناول میں پیش کیے جانے والے فرضی کردار پر حقیقی کردار ہونے کا گمان ہوتا ہے۔اس کی مثال ڈپٹی نذیر احمد کے دو مشہور نسوانی کردار "اکبری" اور "اصغری" کی صورت فکشن کی تاریخ میں ملتی ہے، جن کے گھروں کا پتہ دہلی کے لوگ پوچھتے تھے "ابن الوقت" کو سرسید کا اصلی کردار سمجھتے تھے اس طرح "فسانہ آزاد" کا مشہور کردار خوجی کو لکھنؤ کے نوابوں کا حقیقی بانکا سمجھتے تھے۔مرزا ہادی رسوا کا ناول "امراؤ جان ادا" اس کی زندہ مثال ہے اس ناول میں دلاور خان، بوا حسینی، گوہر مرزا، بسم اللہ جان، مولوی صاحب، ڈاکو فیض علی، نواب سلطان، راجہ دھیان سنگھ، اور خود امراؤ جان ادا ناول کے محض کردار نہیں بلکہ اپنے اپنے پیشے، طبقے اور عقیدے کے حوالے سے تشکیل پانے والی تہذیبوں کے نمائندے ہیں۔

اس ناول میں طوائف کے کوٹھے پر موجود طوائفوں کی سوچ میں انفرادیت

قاری کو حیرت میں مبتلا کر دیتی ہے، یہی وہ ثقافتی رنگ ہے جو مختلف افراد کے ذریعے ناول نگار شعوری طور پر کہانی میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ بسم اللہ جان اور امراؤ کی عادات اور مزاج میں فرق وہ پیدائشی فرق ہے۔ جوان دونوں کے درمیان ہے۔بسم اللہ جان طوائف زادی ہے اس لیے اس کے نخرے اور لالچ اسکے مزاج کا حصہ ہے جبکہ امراؤ شریف گھرانے سے تعلق رکھتی ہے، جس کی محض تعلیم وتربیت کوٹھے پر ہوئی ہے، اس لیے اس میں مسلم گھرانوں کی خواتین کی خوبو رچی بسی ہے۔ وہ کوٹھے پر رہتے ہوئےبھی قدرے مختلف سوچ کے مالک ہے۔اس طرح اس ناول میں آنے والا ہر کردار کس نے کسی طبقے کی تہذیبی نمائندگی سے جڑا ہوا ہے۔

اسی طرح قراۃ العین حیدر کا ناول " آگ کا دریا" اپنے اندر مختلف تہذیبوں کو سمیٹے ہوئے ہے اس ناول میں کردار محض علاقائی تہذیبوں کی نمائندگی کرتے ہوئے نظر نہیں آتے، بلکہ یہ ناول مختلف ممالک، مذاہب، عقائد نسلوں، خطوں، اور ادوار کی نمائندگی تک پھیلا ہوا ہے۔جس میں عہد عتیق، بدھ مت اور ہندو تہذیبوں کی نمائندگی کے لیے گوتم، نیلمبر اور ہری شنکر ہے۔ عہد وسطیٰ میں مسلم تہذیب کی نمائندگی ابوالمنصور کمال الدین کرتے ہیں، سرل ایشلیکلونیل قدروں اور انگریز تہذیب کی شناخت ہیں جبکہ چمپا ہندو مسلم تہذیب کے علمبردار ہیں یوں یہ ناول مختلف عہد کی تہذیبوں کی نمائندہ کرداروں کے ساتھ اپنے دامن کو بھرے ہوئے ہے۔

اردو ناول میں تہذیبی اظہار مقامی کرداروں کی ثقافتی پیشکش میں پریم چند بھی اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔ وہ اپنے فن پاروں میں مختلف طبقات کی زندگی سے جڑے مسائل اور ان کی ثقافتی سرگرمیوں کو بڑی باریکی سے متن کا حصہ بناتے ہیں۔ " گئو دان" اس کی بہترین مثال ہے، جس میں کسان گھرانے سے لے کر بڑے طبقات کی نفسیات اور سرگرمیوں کو کہانی کا حصہ بنایا گیا ہے، اس کے علاوہ جدید دور میں لکھنے والے تخلیق کار بھی سرحد کے اس پار اس پار دونوں طرف ثقافتی اور تہذیبی

کرداروں کی تشکیل میں اہم فن پارے تشکیل دے رہے

ہیں، یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو کی ناولاتی دنیا میں تہذیبی اور ثقافتی کرداروں کی تشکیل کا عمل جاری ہے۔

اس باب میں افسانوی کرداروں کے بنیادی معیارات اور تہذیب و ثقافت کے مباحث کو زیر بحث لایا گیا ہے۔افسانوی کرداروں کے بنیادی معیارات میں ہم نے افسانوی کردار کی تشکیل، کردار اور شخصیت میں فرق، ثقافتی کردار کی تشکیل، حدود و امتیازات اور ناولاتی دنیا میں تشکیل کردہ ثقافتی کرداروں کے بیان کے ساتھ ساتھ جدید دور میں کردار نگاری کے تقاضوں کو موضوع بحث بنایا۔

مجموعی طور پر اگر کردار نگاری کی بحث کو سمیٹا جائے ،تو کہانی میں کردار نگاری کا عنصر جس اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس عمل کے لئے اسی باریکی اور فنی مہارت کی ضرورت ہے فن پارے میں کردار نگاری کا عمل فنی حوالے سے جس قدر پختہ اور حقیقت کے قریب ہوگا اور کہانی میں موجود کردار متحرک اور کہانی کی ضرورت کو پورا کرتے نظر آئیں گے تو یہ عمل کہانی کے کامیاب ابلاغ کی ضمانت ہو گا۔

تخلیق کار کو افسانوی کرداروں کی تشکیل میں ان معیارات کو مدنظر رکھنا ہوگا، جو معیارات کسی بھی کردار کو افسانوی اور ثقافتی کردار کا درجہ عطا کرتےہیں۔اس کے ساتھ ساتھ کرداروں کی تشکیل میں صنف کی اہمیت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔افسانے کے کردار مختصر مگر جامع ہوں جبکہ ناول کے کردار ناول کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے دکھائی دیں۔افسانوی کرداروں کی ثقافتی تشکیل کرتے ہوئے تخلیق کار پر قدرے زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔تہذیبی اور ثقافتی بیانیہ قائم کرنے کے لیے تخلیق کار کو ان تمام لوازمات کا خیال رکھنا پڑتا ہے، جو کہ ایک فن پارے کو تاریخی اور عمومی فن پارے سے ہٹ کر تہذیبی اور ثقافتی مرقع بنائیں۔جبکہ تہذیب و ثقافت کے مباحث میں ہم نے تہذیب، ثقافت اور کلچر

کے مختلف ادوار میں رائج معنی اور مفاہیم پر بحث کی جس کے ساتھ ساتھ ثقافتی کے مختلف تصورات، ثقافتی مطالعے کے طریقے اور ہند اسلامی تہذیب کے خدوخال پر کو زیر بحث لا گیا۔ان مباحث سے وہ معیارات تشکیل دیے گئے، جن کا اطلاق آنے والے ابواب میں شمس الرحمٰن فاروقی کے افسانوی متن پر کیا جائے گا۔

حوالہ جات

1۔ عبدالمجید، خواجہ، جامعہ اللغات (جلد دوم)، (مؤلف و مرتبہ)، (لاہور: اردو سائنس بورڈ، س۔ن) ص 511

2۔ فیروزالدین، مولوی، فیروز اللغات، (لاہور: فیروز سنز، 2001ء)، ص 534

3۔ سید قائم رضا نسیم امروہی، سید مرتضیٰ فاضل لکھنوی (اردو مترجمین) نسیم اللغات، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س۔ن)، ص 889

4۔ محمد عبداللہ خان خویشگی، فرہنگ عامرہ، (مرتبہ)، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1989ء) ص 49

5۔ ڈاکٹر نجم الہدیٰ، کردار اور کردار نگاری، ص 7، 8

6۔ سہیل بخاری، اردو ناول نگاری، (لاہور: الحمرا پبلشر، 1972ء)، ص 116

****